حدیث کا درایتی معیار

(داخلی فہم حدیث)

(۴)

مولانا محمد تقی امینی صاحب ناظم دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

چند وہ قوتیں جن سے نیکی وبدی کے تار کا اصل تعلق ہے

ذیل میں چند ان قوتوں کی کسی قدر تشریح کی جاتی ہے جن سے نیکی وبدی کے تار کا اصل تعلق ہے اور جن کا اثر دوسری قوتوں پر پڑتا ہے۔ وہ یہ ہیں:

(۱) روح

(۲) عقل

(۳) قلب اور

(۴) نفس

ان قوتوں کی تشریح میں کافی بحثیں ہیں یہاں صرف اس قدر جان لینا کافی ہے کہ ہر قوت کی تکوین میں کمی وکیفی فرق کے ساتھ نورانی (انسانی) ومادی دونوں بنیادیں موجود ہیں جن سے نیکی وبدی کے "تار" کا تعلق ہے۔ جدید ماہرین نفسیات وعضویات چونکہ مادی بنیاد ہی سے بحث کرتے ہیں نورانی تک ان کی رسائی نہیں ہوسکی اس لئے مادی ثبوت کی ضرورت نہیں

ہے البتہ ہر ایک میں نورانی بنیاد کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔

روح میں نورانی بنیاد کی آمیزش

(۱) روح سے مراد وہ قوت ہے جس کے ذریعہ حیاتِ انسانی قائم ہے قرآن حکیم میں روح کے متعلق ایک سوال وجواب اس طرح مذکور ہے:

وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا[۱]

لوگ آپ سے "روح" کے بارے میں سوال کرتے ہیں؟ آپ کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کے "امر" سے ہے اور تم بہت تھوڑا علم دیئے گئے ہو

یعنی روح انسانی میں ایک نورانی حقیقت کی آمیزش ہے جس کی تعبیر "امرِ رب" سے کی گئی اور جس کے ادراک کے لئے تمہارا سرمایۂ علم ناکافی ہے۔ اس صورت میں لفظ "مِن" کو تبعیضیہ ماننا پڑے گا لیکن اس سے معنی ومفہوم میں کوئی خرابی نہ ہوگی۔ روح المعانی میں ہے۔

من امر ربی کلمۃ من تبعیضیۃ وقیل بیانیۃ[۲]

"من امر ربی" میں کلمۂ من تبعیضیہ ہے اور بعض نے بیانیہ کہا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روح کی اس تعبیر سے معنویت حاصل کرکے فرمایا:

الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منہا ائتلف وما تناکر منہا اختلف[۳]

روحوں کی ایک مرتب فوج ہے ان میں جو باہمی مناسبت رکھتی ہیں وہ مل جاتی ہیں اور جن میں یہ مناسبت نہیں ہوتی وہ الگ ہو جاتی ہیں۔

---

[۱] بنی اسرائیل ع ۱۰

[۲] سید محمد آلوسی۔ روح المعانی ج ۱۵ بنی اسرائیل ع ۱۰

[۳] بخاری ومسلم ومشکوۃ باب الحب فی اللہ ومن اللہ الفصل الاول

روح کی مختلف گروپ میں تقسیم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روحوں کو مختلف گروپ (جس طرح مثلاً خون کے گروپس ہوتے ہیں اور وہی خون دوسرے کے موافق آتا ہے جس کی گروپس میں موافقت ہوتی ہے) میں تقسیم کرکے ان کے درمیان ایک مناسبت قائم کردی گئی ہے۔ نورانی روح کے جس گروپ کو مادّی کے جس گروپ کے ساتھ مناسبت ہوتی وہ اس کے ساتھ مانوس ہوکر مل جاتی اور جس کے درمیان یہ مناسبت نہیں ہوتی وہ اس کے ساتھ نہیں ملتی بلکہ دوسرا گروپ تلاش کرتی ہے۔ "تعارف وتناکر" کی یہ تشریح ایک ہی شخص کی نورانی و مادی روح سے تعلق رکھتی ہے یعنی جن مختلف روحوں کے درمیان مناسبت ہوتی ان میں باہمی انسیت و محبت کا رشتہ قائم ہوتا اور جن میں یہ مناسبت نہیں ہوتی ان میں یہ رشتہ قائم نہیں ہوتا۔

اہل علم کے چند اقوال ابوالبقاءؒ کہتے ہیں:

ان الروح هو الجوهر العلوي الذي قيل في شانه قل الروح من امر ربي يعني انه موجود بالامر[۱]	روح وہ جوہر علوی ہے جس کی شان میں "قل الروح من امر ربی" کہا گیا یعنی وہ امر سے موجود ہے۔

پھر اس کے بعد ہے:

فبالامر توجد الارواح وبالخلق توجد الاجسام المادية[۲]	امر سے ارواح (غیر مادی) کا وجود ہوتا اور خلق سے مادی اجسام کا وجود ہوتا ہے۔

امام غزالیؒ نے یہ تعریف کی ہے:

هو اللطيفة العالمة المدركة من الانسان[۳]	روح وہ لطیفہ (باطنی قوت واستعداد) ہے جو علم وادراک کی صفت کے ساتھ متصف ہے۔

---

[۱][۲] ابوالبقاء حسینی۔ کلیات ابی البقاء فصل الراء۔

[۳] الغزالی احیاء علوم الدین جزء ثالث اللفظ الثانی۔

ھو جوھر ولیس بعرض[1] وہ جوہر ہے عرض نہیں ہے۔

یہ جوہر ایسا ہے جو مادہ وکیفیت سے خالی ہے جہت ومکان سے پاک ہے اشیاء کے علم کی اس کو قوت ہے ذات الٰہی کی صفات کے ساتھ متصف ہے اس کا تصرف عالم اصغر (جسم) میں ایسا ہی ہے جیسا کہ ذات الٰہی کا تصرف عالم اکبر میں ہے[2]

شاہ ولی اللہؒ نے یہ تعبیر کی ہے:

وھی کوۃ من عالم القدس[3] وہ روح (نورانی) عالم قدس (ماورائے مادہ) کی جانب ایک طاقچہ (دریچہ) ہے

روح کے دو حصے روح کی نورانی رمادی بنیاد ہی کی بناء پر اہل علم وکشف سے اس کی دو قسمیں یا دو حصے منقول ہیں مثلاً امام غزالی کی تقسیم یہ ہے:

(۱) روح حیوانی کا تعلق عالم سفلی سے ہے جو بخار کی لطافت سے مرکب ہے

(۲) دوسری روح جس کو ہم نے روح انسانی کہا ہے اس کا تعلق عالم علوی اور ملائکہ کے جواہر سے ہے[4]

عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی نے اس طرح تقسیم کی ہے:

(۱) روح انسانی جو علوی اور آسمانی ہے اس کا تعلق امر خداوندی سے ہے اور (۲) جو روح حیوانی اور بشری ہے اس کا تعلق عالم تخلیق سے ہے تاہم روح حیوانی علوی روح کا مقام ومنزل ہے[5]

---

[1] الغزالی المضنون الصغیر فصل قیل لہ الخ ص ۱۹

[2] الغزالی حل مسائل غامضہ ص ۳ تا ۳۶

[3] ولی اللہ۔ حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ باب حقیقۃ الروح

[4] الغزالی۔ کیمیائے سعادت فصل در بیان آنکہ روح حیوانی ازیں عالم سفلی است

[5] عمر بن شہاب الدین سہروردی۔ عوارف المعارف باب ۵۶ معرفت روح ونفس

شیخ محمد اعلیٰ تھانوی نے یہ قول نقل کیا ہے:

الروح الانسانی السماوی من عالم الامر ای لایدخل تحت المساحة والمقدار والروح الحیوانی البشری من عالم الخلق ای یدخل تحت المساحة والمقدار[1]

روح انسانی سماوی عالم امر سے ہے یعنی پیمائش ومقدار کے تحت نہیں آتی روح حیوانی بشری عالم خلق سے ہے یعنی وہ پیمائش ومقدار کے تحت آتی ہے۔

عقل میں نورانی بنیاد کی آمیزش

(۲) عقل سے مراد وہ قوۃ ہے جس کے ذریعہ انسان ان چیزوں کا ادراک کرتا ہے جن کا حواس کے ذریعہ نہیں کر سکتا اس میں نورانی بنیاد کا ثبوت قرآن حکیم کی اس آیت میں ہے:

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى[2]

اور جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد نکالی اور ان سے انھیں کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں سب نے کہا بیشک آپ ہمارے رب ہیں۔

حضرت ابی بن کعبؓ سے آیت کی یہ وضاحت مروی ہے:

ثم فجعلھم ازواجا ثم صورھم استنطقھم فتکلموا ثم اخذ علیھم العھد والمیثاق[3]

اللہ نے ان کو جمع کیا جوڑے جوڑے بنائے ان کو گویائی دی انھوں نے کلام کیا پھر ان سے عہد و پیمان لیا

---

[1] شیخ محمد اعلیٰ بن علی التھانوی - کشاف اصطلاحات الفنون

[2] الاعراف ع ۲۲

[3] مشکوٰۃ کتاب الایمان بالقدر الفصل الثالث

محدثین نے "فاستنطقہم" کی یہ تشریح کی ہے:

خلق فیھم العقل وطلب منھم النطق[1] — ان میں عقل پیدا کی اور ان سے گویائی طلب کی۔

عقل کی یہ تعریف بھی منقول ہے جس سے نورانی بنیاد کی تائید ہوتی ہے:

العقل جوھر مضیئ خلقہ اللہ فی الدماغ وجعل نورہ فی القلب[2] — عقل ایک روشن کرنے والا جوہر ہے جس کو اللہ نے دماغ میں پیدا کیا اور اس کا نور قلب میں بنایا۔

عقل کا اشرف ترین ثمرہ

نورانی بنیاد ہی کی بنا پر راغب اصفہانی نے عقل کا اشرف ترین ثمرہ اللہ کی معرفت قرار دی

من اشرف ثمرۃ العقل معرفۃ اللہ وحسن طاعتہ والکف عن معصیتہ[3] — عقل کا اشرف ثمرہ اللہ کی معرفت اس کی حسن طاعت اور اس کی معصیت سے رکنا ہے۔

عقل کے دو حصے

اور اسی بنا پر عقل کی دو قسمیں یا دو حصے منقول ہیں:

(۱) ایک عقل وہ ہے جس کے ذریعہ دنیا کے کاموں پر غور ہوتا

(۲) دوسری عقل وہ ہے جس کے ذریعہ آخرت کے کاموں پر غور ہوتا ہے[4]۔

شاہ ولی اللہ کہتے ہیں:

العقل لہ وجہان وجہ یمیل الی البدن — عقل کے دو رخ ہیں ایک بدن واعضار

---

[1] مرقاۃ حاشیہ مشکوۃ ۔ کتاب الایمان بالقدر الفصل الثالث

[2] شیخ محمد اعلی التھانوی کشاف اصطلاحات الفنون

[3] راغب اصفہانی الذریعہ الی مکارم الشریعۃ ۔

[4] عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی عوارف المعارف باب ۵۷ معرفت روح و نفس

والجوارح ووجہ یمیل الی التجرّد والصرافۃ[1] (مادیات) کی طرف مائل ہے اور دوسرا تجرّد و صرافت (نورانیات) کی طرف مائل ہے۔

عقل سے متعلق چند حدیثوں کی وضاحت

امام غزالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کئی حدیثیں نقل کی ہیں جن میں تقویٰ، طہارت اور عبادت وغیرہ کی زیادتی کو عقل کی زیادتی کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ حدیثیں بالعموم سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں لیکن عقل کی مذکورہ تقسیم کے بعد بڑی حد تک ان کا ضعف دور ہو جاتا ہے جیساکہ درج ذیل حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے:

قالت قلت یا رسول اللہ بم یتفاضل الناس فی الدنیا قال بالعقل۔ قلت و فی الآخرۃ قال بالعقل قلت الیس انما یجزون باعمالھم فقال صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشۃ وھل عملوا الا بقدر ما اعطاھم عزوجل من العقل فبقدر ما اعطوا من العقل کانت اعمالھم و بقدر ما عملوا یجزون[2]

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ کس وجہ سے دنیا میں لوگ فضیلت پاتے ہیں فرمایا عقل سے۔ میں نے کہا کہ آخرت میں کس وجہ سے فضیلت پاتے ہیں۔ فرمایا عقل سے۔ پھر میں نے کہا کہ کیا لوگ اپنے اعمال کا بدلہ نہیں دئے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ لوگ اسی قدر عمل کرتے ہیں جس قدر اللہ نے ان کو عقل دی۔ جس قدر وہ عقل دئے گئے اسی قدر ان کے اعمال ہیں اور جس قدر اعمال ہیں اسی قدر بدلہ دئے جائیں گے۔

دنیا و آخرت میں عقل کی بناء پر فضیلت در اصل اس کی نورانی و مادی بنیاد کا نتیجہ ہے

---

[1] ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ ج المقامات والاحوال

[2] الغزالی۔ احیاء علوم الدین ج ۱۔ الباب السابع بیان شرف العقل

اور اسی کے لحاظ سے دنیوی و اخروی اعمال صادر ہوتے ہیں جن پر بدلہ دیا جاتا ہے۔

قلب میں نورانی بنیاد کی آمیزش (۳) قلب سے مراد وہ قوت ہے جس سے اچھی بری صفات متعلق ہیں اس میں نورانی بنیاد کا ثبوت یہ ہے:

واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ[1] — اور یقین رکھو کہ اللہ آدمی اور اس کے قلب کے درمیان حائل ہے۔

دوسری جگہ ہے:

اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَذِکْریٰ لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ[2] — بیشک اس میں اس شخص کے لئے نصیحت ہے جس کے اندر دل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نورانی بنیاد ہی کی بنا پر قلبی فیصلہ کو قابل اعتماد ٹھہرایا مثلاً آپ نے فرمایا:

البر ما سکنت الیہ النفس واطمأن الیہ القلب والاثم ما لم تسکن الیہ النفس ولم یطمئن الیہ القلب وان افتاک المفتون[3] — نیکی وہ ہے جس سے نفس کو سکون اور قلب کو اطمینان ہو اور برائی وہ ہے جس سے نفس کو سکون اور قلب کو اطمینان نہ ہو اگرچہ مفتی تجھکو فتویٰ دیں۔

دوسری جگہ ہے:

یا وابصۃ استفت نفسک البر ما اطمأن الیہ القلب واطمأنت الیہ النفس والاثم ما حاک فی القلب وتردد — اے وابصہ خود سے فتویٰ طلب کر، نیکی وہ ہے جس سے نفس و قلب کو اطمینان ہو اور برائی وہ ہے جس سے دل میں کھٹک اور تردد پیدا

---

[1] الانفال ع ۳ [2] الذاریات ع ۳

[3] امام احمد۔ مسند احمد ج ۴ من حدیث ابی ثعلبۃ الخشنی

فی الصدر وان افتاك الناس[1] ہو اگرچہ تجھکو لوگ فتویٰ دیں۔

قلب میں نیکی وبدی دونوں کی صلاحیتیں

قلب میں دونوں بنیادوں کی موجودگی ہی کی بنا پر امام غزالیؒ نے کہا ہے:

والقلب باصل الفطرة صالح لقبول آثار الملك ولقبول آثار الشيطان صلاحا متساويا ليس يترجح احدهما على الآخر[2]

قلب اصل فطرت کے لحاظ سے فرشتے اور شیطان دونوں کے آثار قبول کرنے کی برابر صلاحیت رکھتا ان میں کسی کو دوسرے پر ترجیح نہیں ہے۔

شاہ ولی اللہؒ کہتے ہیں:

ان القلب له وجهان وجه يميل الى البدن والجوارح ووجه يميل الى التجرد والمرافقة[3]

قلب کے دو رخ ہیں ایک بدن اور اعضاء کی طرف مائل ہے اور دوسرا تجرد ومرافقۃ (نورانیات) کی طرف مائل ہے۔

علم وادراک کا ذریعہ

"قلب" علم وادراک کا ذریعہ بھی ہے جس سے نورانی بنیاد کا ثبوت ملتا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:

لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا[4] — ان کے پاس دل ہیں جو سمجھتے نہیں۔

أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا[5] — کیا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں

فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ[6] — ان کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے کہ وہ نہیں سمجھتے۔

---

[1] امام احمد۔ مسند احمد ج ۴ من حدیث ابی ثعلبۃ الخشنی

[2] الغزالی۔ احیاء علوم الدین ج ۳ بیان تسلط الشیطن علی القلب بالوساوس

[3] ولی اللہ۔ حجۃ اللہ البالغۃ ج ۲ المقامات والاحوال

[4] الاعراف ع ۲۲ [5] محمد ع ۳ [6] منافقون ع ۱

ختم الله علی قلوبھم[1] — اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے

ان آیتوں میں سمجھ بوجھ کی اس قسم سے انکار کیا گیا جس کا تعلق نورانی بنیاد سے ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف حدیثوں میں بھی اس کا ثبوت موجود ہے مثلاً

اذا اراد الله بعبد خیرا جعل له واعظا من قلبه[2] — جب اللہ کسی بندہ کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے تو اس کے دل میں ایک واعظ مقرر کر دیتا ہے

من کان له من قلبه واعظ کان علیه من الله حافظ[3] — جس شخص کے دل میں واعظ ہوتا ہے اللہ کی جانب سے اس پر محافظ مقرر ہوتا ہے۔

قلب المومن اجرد فیه سراج یزھر[4] — مومن کا دل مجرّد ہے جس میں چراغ چمکتا ہے۔

شرح صدر کے بارے میں آپ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

ھو نور یقذفه الله تعالیٰ فی الصدر[5] — وہ ایک نور ہے جس کو اللہ تعالیٰ سینہ میں ڈالتا ہے۔

اس سلسلہ کی بعض حدیثیں اگرچہ سند کے لحاظ سے ضعیف سمجھی جاتی ہیں لیکن نورانی بنیاد تسلیم کرنے کے بعد معنی و مفہوم میں کوئی دشواری نہیں رہتی۔ واعظ، سراج اور نور وغیرہ قسم کے الفاظ دراصل نورانی بنیاد ہی کی مختلف تعبیرات اور مختلف شکلیں ہیں۔

نفس میں نورانی بنیاد کی آمیزش (۴) نفس سے مراد وہ قوت ہے جو اچھی بری خواہشات کا مرکز ہے۔ قرآن حکیم نے نفس کی تین حالتیں بیان کی ہیں جن سے نورانی بنیاد کا ثبوت ملتا ہے۔

(۱) مطمئنہ۔ جس میں نورانی اثرات کو غلبہ ہوتا ہے۔

---

[1] البقرہ ع ۱ [2،3،4] الغزالی۔ احیاء علوم الدین ج ۳ عجائب اوصاف القلب
[5] الغزالی۔ المنقذ من الضلال۔

يَاۤ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً [۱] — اے مطمئن نفس اپنے رب کی طرف چل تو اس سے راضی ہے وہ تجھ سے راضی ہے۔

(۲) امّارہ۔ جس میں مادّی اثرات کو غلبہ ہوتا ہے۔

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ [۲] — بیشک نفس تو برائی کا حکم دینے والا ہے مگر جو میرے رب نے رحم کر دیا۔

(۳) لوّامہ۔ جس میں دونوں کے درمیان کشمکش رہتی اور جب نورانی اثرات کا غلبہ ہوتا ہے تو کوتاہیوں پر خود کو ملامت کرتا ہے۔

لَاۤ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ [۳] — برائی پر ملامت کرنے والے نفس کی قسم کھاتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا سے بھی ثبوت ملتا ہے۔

اللهم آت نفسی تقواها وزكها انت خير من زكاها وانت وليها ومولها [۴] — اے اللہ میرے نفس کو اس کا تقویٰ عنایت فرما۔ اور آپ اس کا تزکیہ کر دیجئے۔ آپ تزکیہ کرنے والوں میں سب سے بہتر ہیں۔ اور آپ ہی اس کے ولی و کارساز ہیں۔

ایک حدیث میں نورانی و مادّی بنیاد کی طرف اشارہ

درج ذیل حدیث میں نورانی و مادّی دونوں بنیاد کی طرف اشارہ ہے:

ان للشيطان لمة بابن آدم وللملك لمة فاما لمة الشيطان فايعاد بالشر — شیطان اور فرشتہ دونوں کو انسان کے اندر تصرف کا اختیار ہے شیطان کا تصرف شر کی طرف

---

[۱] الفجر ع ۱ [۲] یوسف ع ۷ [۳] القیٰمۃ ع ۱

[۴] مسلم و مشکوٰۃ باب الاستعاذۃ الفصل الاول

وتکذیب بالحق واما لمۃ الملک فایعاد بالخیر وتصدیق بالحق فمن وجد ذلک فلیعلم انہ من اللہ وحمد اللہ ومن وجد الاخری فلیتعوذ باللہ من الشیطان الرجیم[1]

رغبت دلانا اور حق کو جھٹلانا ہے اور فرشتہ کا تصرف خیر کی طرف رغبت دلانا اور حق کی تصدیق ہے جو شخص فرشتہ کے تصرف کو محسوس کرے تو اس کو اللہ کی طرف سے سمجھے اور اللہ کی حمد کرے اور جو شخص شیطان کے تصرف کو محسوس کرے تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگے

علامہ ابن قیم کے بیان سے تائید علامہ ابن قیم کے بیان سے بھی تائید ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں:

وقد امتحن اللہ سبحانہ الانسان بھاتین النفسین الامارۃ واللوامۃ کما اکرمہ بالمطمئنۃ

اللہ نے نفس امارہ اور لوامہ کے ذریعہ انسان کی آزمائش کی جیساکہ مطمئنہ کے ساتھ اس کو عزت دی۔

پھر اس کے بعد ہے:

اید المطمئنۃ بجنود عدیدۃ فجعل الملک قرینھا

مطمئنہ کی اس نے متعدد لشکروں سے مدد کی اور فرشتہ کو ہمنشیں بنایا۔

واما النفس الامارۃ فجعل الشیطان قرینھا[2]

لیکن نفس امارہ کا ہمنشین شیطان کو بنایا۔

فرشتہ وشیطان کی ہمنشینی دراصل نورانی ومادی بنیاد ہی کا اثر ہے۔

مذکورہ تصریحات سے ظاہر ہے کہ روح، عقل، قلب اور نفس تینوں میں مادی بنیاد کے ساتھ نورانی بنیاد موجود ہے جس سے نیکی وبدی کے تار کا تعلق ہے۔ لیکن چونکہ ہر قوت کے دائرہ کار اور مادی بنیاد کی نوعیت میں فرق ہے اس لئے اس کی مناسبت سے کیفی فرق کے ساتھ نورانی بنیاد کی آمیزش کی گئی اور یکسانیت کو نہیں ملحوظ رکھا گیا جیساکہ ہر ایک کے مظاہرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ (باقی)

---

[1] مشکوۃ باب فی الوسوسہ [2] ابن قیم کتاب الروح المسألۃ الحادیۃ والعشرون